OPEN ACCESS
AL-EHSAN
ISSN: 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 105-122

کتاب اللمع کا منہج واسلوب

The Method & Style of Kitab-ul-Luma

Muhammad Naveed Iqbal

Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Imperial University, Lahore

Dr. Muhammad Kareem Khan

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Imperial University, Lahore

Abstract

The Concept of origin of Sufism began from humanity, but it is also a fact that formal Sufism as a subject started since third century. Sufism when entered third century after evolution then formal and written pattern, regular work on it started and thirst of reality seekers was fulfilled according to their desire and ability. In this regard many a people worked extensively and sincerely in black and white, book such as Kitāb al-luma' .its writer Abū Naṣr ‘Abd Allāh ibn ‘Alī al-Sarrāj was a great Sufi, sheikh and ascetic born in Tūs(Iran). Al-Sarrāj was highly active in the early history of Sufi community. He was the head of the order of dervishes in Baghdad, He is best known for his popular Kitāb Al-luma' which is considered an encyclopedia of the Sufism. Abū Naṣr has given much importance in his book to diction, comprehension, and discussions related to Sufism. The book al-luma was very successful in being one of the first "authoritative documentary" and surveys, by first-hand information from thirty-nine Sufi authorities on a total of around of tow hundred Sufis. Al-Sarrāj also sought in the book to demonstrate Sufism's compatibility with mainstream Sunni Islam. In the light of these facts we can say that al-luma is one of important book in the Sufism literature.

Keywords: Sufism, Tasawaf, Mysticism al-luma', al-Tusi, Abū Naṣr, Persian biographic

تصوف کا سلسلہ ابتدائے انسانیت سے ہی جاری و ساری ہے۔ البتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ تصوف جب ارتقاء کی منازل طے کرتا ہوا تیسری صدی ہجری میں داخل ہوا تو اس حوالے سے رسمی اور تحریری نہج پر باقاعدہ کام شروع ہوا کہ جس سے متلاشیان حقیقت کی قلبی پیاس بدرجہ اتم بجھ سکے۔ اس حوالے سے کئی لوگوں کی بھرپور و پر خلوص تحریری کاوشیں منظر عام پر آئیں جیسا کہ رسالہ قشیریہ، منطق الطیر، لوائح، فتوح الغیب،، عوارف المعارف،، فوائد الفواد اور فقر محمدی جیسی کتب تصوف ہیں۔ لیکن ان تمام میں کتب میں سے ابو نصر سراج طوسی کی کتاب "اللمع" جامعیت و اکملیت کے اعتبار سے جداگانہ ہے۔ ابو نصر سراج طوس ایران میں پیدا ہوئے اور وہ ایک صوفی، شیخ اور کامل انسان تھے۔ جس کی جھلک ان کی تالیف اللمع میں نظر آتی ہے۔ وہ سلسلہ بغدادیہ کے نیک صفت درویش تھے۔ کتاب اللمع کو تصوف کا انسائیکلوپیڈیا بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں نہایت ہی جامع انداز میں تصوف کی مباحث کو سمیٹا ہے۔ کتاب اللمع میں صوفیائے کرام کے حالات زندگی کو بھی مختصر انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس زمانہ کے تقریبا انتالیس صوفیا کے حالات کو قلمبند کیا ہے۔ کلوپیڈیا بھی کہا جاتا ہے۔، شیخ اور کامل انسان تھے۔ جس کی جھلک ان کی تالیف اللمع میں نظر آتی ہے۔ وہ سلس اس مختصر مضمون میں ابو نصر سراج الطوسی کی شخصیت اور اور آپ کی تصنیف "اللمع فی التصوف" کے منہج و اسلوب کا جائزہ لیا جائے گا۔

ابو نصر سراج طوسی احوال و آثار

ذیل میں نہایت ہی مختصر انداز میں ابو نصر سراج طوسی کے حالات زندگی کو قلمبند کیا جا رہا ہے۔

اسم گرامی

ابو نصر سراج کا نام کتاب اللمع میں کچھ یوں مذکور ہے۔ عبد اللہ بن علی بن محمد بن یحییٰ۔[۱]

لقب، کنیت

ابو نصر سراج۔ خراسان کے ضلع طاؤس میں پیدا ہوئے جس کی وجہ سے طوسی کہلائے۔ آپ کے آباؤ اجداد علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں بے پناہ مقبول، معروف تھے۔[۲]

صوفیہ اور علماء انہیں "طاوس الفقراء" کہہ کر پکارتے کیونکہ ان کے علم و فضل اور زہد میں ان کے ہم عصروں میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا اور اس بات کا اعتراف پروفیسر نکلسن نے کتاب اللمع کے مقدمے میں بھی کیا ہے:

> From the Persian biographic we learn that Sarraj was surnamed "The peacock of the poor. The statement that he had seen Sari al Saqati (ob. 253) and shal bin Abdullah al tustar.... He must have travelled extensively."(3)

> فارسی کی تاریخ میں ان کی حیات زندگی کے بارے میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا لقب طاؤس الفقراء تھا اور انہوں نے حضرت سری سقطی (م ۲۵۳ھ) اور حضرت سہل بن عبداللہ تستری (م ۲۸۳ھ) کو دیکھا۔۔۔ انہوں نے بہت دور دراز علاقوں کا سفر کیا۔

علمی مقام و مرتبہ

مروجہ علوم و فنون میں کامل تھے۔ خصوصی طور پر علم طریقت و حقیقت میں بحر پیکراں تھے۔ علم و عمل میں یقین راسخ تھا۔(۴)

نفحات الانس میں مولانا عبدالرحمن جامی لکھتے ہیں:

"در فنون علم کامل بود۔"(۵)

المختصر ابو نصر سراج طوسی نے ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم میں بھی کمال پیدا کیا اور لوگوں کے لیے مشعل ہدایت بنے۔ آپ کے علمی مرتبہ کا اعتراف نکلسن جیسے محقق نے بھی کیا ہے۔

اساتذہ

جن لوگوں سے ابو نصر سراج نے فیض حاصل کیا وہ تو بہت زیادہ ہیں۔ لیکن ان میں نمایاں درج ذیل ہیں۔ پیر محمد حسن نے کتاب اللمع میں ان کے اساتذہ کے نام کچھ یوں ذکر کیے ہیں:

''ابو نصر سراج خلدی ، ابوبکر محمد بن داؤد والدینوری ،ابوبکر محمد بن داؤد الدق ، ابو الحسن مکی احمد بن محمد السائح ، ابو طیب احمد مقاتل مکی بغدادی طیفو ابن عیسی بسطامی۔''(۶)

ان کے علاوہ (۴۱) نام پروفیسر نکلسن نے درج کیے ہیں۔ اپنے مقدمے میں اور ان (۴۱) ناموں کے علاوہ پیر محمد حسن نے اپنی مقدمے میں (۹) ناموں کا اور ذکر کیا ہے۔ جو کہ طبقات الصوفیہ میں عبد الرحمن سلمی نے نقل کیے ہیں۔(۷)

تلامذہ

ابو نصر سراج طوسی نے اپنی زندگی علم سیکھنے میں صرف کی۔ سینکڑوں افراد آپ سے مستفید ہوئے۔ لیکن جس طرح آپ کے حالات زندگی ناپید ہیں۔ اسی طرح آپ کے شاگردوں کے بارے میں کوئی باقاعدہ معلومات معلوم نہیں مل سکیں۔ نفحات الانس میں علامہ جامی نے ان کے مرید اور شاگرد خاص شیخ ابو الفضل بن حسن السرخسی کا ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ ابو عبد الرحمن سلمی کے سلمی خاندان کے ساتھ ابو نصر کے گہرے مراسم تھے۔(۸)

سفر وسیاحت

آپ نے بھی صوفیہ کے طریق پر چلتے ہوئے دور دراز کے علاقوں کا سفر کیا اور ان اسفار کا مقصد اہل اللہ کی زیارت اور ان سے باطنی فیوضات کا حصول اور دین اسلام کا علم بلند کرنا تھا۔ کتاب اللمع کا مطالعہ کرتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بصرہ، بغداد، دمشق، رملہ، بیت المقدس، طرابلس، قاہرہ بسطامی، تستر، تبریز کے علاقوں کا سفر کیا ہے۔(۹) پروفیسر نکلسن نے کتاب اللمع کے مقدمہ میں ان کے سفر وسیاحت میں انہی ممالک کے نام لکھے ہیں۔(۱۰)

تصانیف

ابو نصر طوسی صاحب تصانیف بزرگ تھے نفحات الانس میں علامہ جامی لکھتے ہیں:

"وے را تصانیف بسیار است"(۱۱)

"آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔"

مگر کتاب اللمع کے علاوہ تمام کتب ناپید ہیں۔

وصال

رجب المرجب ۳۷۸ھ میں خالق حقیقی سے جا ملے پروفیسر نکلسن نے بھی ان کی تاریخ وفات یہی ذکر کی ہیں۔ (۱۲)

طوس میں آپ کا مزاج مراجع خلائق کیونکہ فرید الدین عطار بیان کرتے ہیں کہ آپ نے وصال سے پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ:

"جس میت کو میرے مزار کے سامنے گزارا جائے اس کی مغفرت ہو جائے گی اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ طوس میں آج تک یہ روایت اور دستور بر قرار ہے کہ ہر جنازہ آپ کے مزار کے پاس رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد تدفین کے لیے جایا جاتا ہے۔" (۱۳)

ابو نصر سراج نے اپنی کتاب کا نام "اللمع" رکھا ہے۔ خود لکھتے ہیں:

"وذکرت من کل فصل طرفاً ومن کل اصل طرفا و نتقاً ومن کل باب لهاً۔" (۱۴)

(میں نے ہر فصل میں طرف کو ذکر کیا ہے اور ہر اصل میں موتی ہیں اور ہر باب کو لمع کا نام دیا ہے۔)

اللمع کا معنیٰ برق اور روشنی ہے لیکن ابو نصر سراج اللوامع کا معنی ذکر کرتے ہیں:

"اللوامع معناه قریب من اللوائح وهو ماخوذ من لوامع البرق اذلمعت فی السحاب طمع الصاری و العطشان فی المطر واللوائح ما یلوح ملاسرا الظاهرة لزیارة السموو الانتقال من حال اتی حال اعلیٰ۔" (۱۵)

(لوامع کا معنیٰ لوائح (تختی) کے قریب ہے اور یہ لوامع البرق سے ماخوذ ہے۔ جب بادل چمکے اور بارش سر پر آجائے تو اس کو لوامع البرق کہا جاتا ہے۔ اور لوائح سے مراد وہ تختیاں ہیں جو زیادہ بلندی اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقلی کی وجہ سے ظاہری اسرار کو روشن کر دیتی ہیں۔)

عربی زبان وادب میں لمع، لمعات، لوامع کے عنوان سے کئی کتب لکھی گئی ہیں۔ جیسے شیخ عبدالحق نے مشکوٰۃ کی شرح اللمعات، ابن جنی نے اللمع فی النحو لکھی ہے۔ سیرت نگاروں کی تحقیق کے مطابق کتاب اللمع تصوف کی پہلی کتاب ہے۔ جیسے مترجم شاہ محمد چشتی لکھتے ہیں:

عربی زبان میں کتاب اللمع سے پہلے حضرت عبداللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ) کی کتاب الزھد والرقائق اور شیخ حارث بن اسد محاسبی (م ۲۴۳ھ) کی الرعایۃ لحقوق اللہ مدون ہو چکی تھیں۔ ان میں ایسی احادیث کو جمع کر دیا گیا تھا جو زہد اور تقویٰ سے مربوط تھیں۔ لیکن تصوف پر باقاعدہ، مستقل و مربوط نہ تھی اور اولین تصنیف ہونے کا شرف صرف کتاب اللمع کو حاصل ہے۔(۱۶)

سبب تالیف

اس کتاب کا سبب تالیف کے متعلق اللمع کے مطالعہ سے دو آراء سامنے آتی ہیں۔ پہلی یہ کہ کسی شخص نے ابو نصر سراج سے علم تصوف کے متعلق سوال کیا۔ جیسے خود ابو نصر سراج لکھتے ہیں:

''سائلنی مسائل عن البیان عن علم التصوف و مذہب الصوفیہ''(۱۷)

مجھ سے سائل نے علم تصوف اور مذہب صوفیہ کو بیان کرنے کو سوال کہا ہے۔(جس پر میں نے کتاب لکھی ہے۔)

دوسرا اللمع کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹے صوفی اور متصوف لوگوں کا حضرت ابو نصر سراج کے زمانہ میں غلبہ ہونے لگا۔ جس پر ابو نصر سراج نے کتاب تالیف کی ہے۔ جیسے آپ خود لکھتے ہیں:

''وقد کثر الخائضون فی علوم معدہ الطائفۃ و کثر ایضاً المتشبھون باَھل التصوف والمشیرون ایھاو المجیبون عنھا وعن مسائلھا وکل واحد یصف الیٰ نفسی کتاباً قد زخرفہ و کلاما الفہ ولیس بمستحسن منھم ذلک۔''(۱۸)

(بہت سے لوگوں نے اس علم میں غور وخوض کیا ہے اور بہت سے لوگ تھے جنہوں نے نقلی طور پر اہلِ تصوف سے مشابہت اختیار کر رکھی تھی اور یہ نقلی

صوفی تصوف کے متعلق لوگوں کے سوالوں کے جواب دیکھتے تھے اور انہیں مشورہ دیتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک نے کوئی نہ کوئی تالیف بھی کی ہے اور کلام تالیف کیا ہے اور یہ تالیفات مستحسن نہیں تھیں۔)

درج بالا دونوں آرا میں سے پروفیسر نکلسن نے پہلی رائے کو ترجیح دی ہے۔ جیسا کہ مقدمے میں لکھتا ہے:

Sarraj explains that he wrote the kitab al-Luma at the request of friend, whose name he does not mention. His purpose in writing it was to set true principles of Sufism and to show by argument that they agree with and are confirmed by the obctrince of Koran and the apostolic traditions"(19)

"کتاب اللمع میں پروفیسر نکلسن لکھتا ہے کہ یہ کتاب انہوں نے (ابو نصر سراج نے) اپنے ایک دوست کی فرمائش پر لکھی اور اُس دوست کا نام انہوں نے نہیں لکھا اور اس کتاب کو لکھنے کا مقصد تصوف کے اصولوں کو واضح کرنا تھا اور اس کے ساتھ قرآن اور حدیث رسول سے اس کا جواز دلیل کے ذریعے ثابت کرنا"

کتاب اللمع کا خاکہ

کتاب بالکل صحیح منطقی ترتیب کے ساتھ حسبِ ذیل حصوں میں تقسیم ہوتی ہے:-

۱۔ کتاب الاحوال والمقامات:

"حال" و"مقام" صوفیہ کے ہاں بڑی اہم اصطلاحیں ہیں، چنانچہ اس حصہ میں مقامات، احوال اور ان کے حقائق میں سے ہر شے پر الگ الگ ایک باب میں بحث کی گئی ہے۔

۲۔ کتاب اہل الصفوۃ فی الفہم والاتباع لکتاب اللہ:

مبادی کی تشریح کے بعد آغاز کلام کتاب اللہ سے ہوتا ہے

۳۔ کتاب الاسوۃ والاقتداء برسول اللہ ﷺ :

"کتاب" کے معاً بعد "سنت" کا ذکر آتا ہے۔

۴۔ کتاب المستنبطات:

قرآن وحدیث یا کتاب و سنت کے نصوص کے بعد ایک مومن کیلئے ترتیباً اب احکام و شعائر کا ذکر آنا چاہیے۔ جو انہی پر مبنی، متفرع یا انہی سے ماخوذ و مستنبط ہوں گے ۔ چنانچہ عین اسی فطرتی ترتیب کے مطابق چوتھے نمبر پر یہ حصہ ہے۔

۵۔ کتاب الصحابۃ رضوان اللہ علیہم:

اصحاب صفہؓ پر، عام اصحاب نبوی پر، سب مصنّفین نے الگ الگ گفتگو ہے اور یہی کتاب اللمع میں منہج ہے۔ حضرت صدیقؓ کا تذکرہ تخصیص و تفصیل دونوں کے ساتھ ہے۔

۶۔ کتاب آداب المتصوفہ:

یہ حصہ کتاب کے طویل ترین حصوں میں سے ہے اور اس میں صوفیہ کے تمام آداب زندگی ولادت سے موت تک ہر ہر شغل اور وقت کے درج ہیں۔

۷۔ کتاب المسائل واختلاف اقاویلہم فی الاجوبۃ:

اس حصہ میں صوفیہ کرام کی زبان سے ان سوالات کے جواب دیئے گئے ہیں۔ جن کا حاصل کرنا فقہاء اور علماء ظاہر کیلئے دشوار ہے۔ مثلاً جمع و تفرقہ، فنا و بقاء، مسئلہ صدق، مسئلہ اخلاص، مسئلہ روح۔ اس حصہ کو مختلف ابواب میں تقسیم نہیں کیا گیا ہے۔ بیان مسلسل ہے۔

۸۔ کتاب المکاتبات والصدور والاشعار والدعوات والرسائل:

اس حصہ میں (جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے) حضرات صوفیہ کے مکتوبات، رسائل، اشعار، دعوات و وصایا کا ذکر کیا ہے اور ہر ایک کو ایک ایک علیحدہ باب میں لکھا ہے۔

۹۔ کتاب السماع:

صوفیہ اور علمائے ظاہر کے درمیان اور خود صوفیہ میں باہم ایک اہم اختلافی موضوع مسئلہ سماع ہے۔ یہ حصہ اسی مسئلہ کی توضیح و تشریح کیلئے حسن وقف ہے۔

۱۰۔ کتاب الواجد:

وجد و حال بھی تصوف کا ایک جزو شروع سے سمجھا گیا ہے۔

۱۱۔ کتاب اثبات الآیات والکرامات:

کراماتِ اولیا کا صحیح مفہوم، ان کے اثبات کے دلائل، معجزات انبیاء سے ان کا فرق، یہ سب مباحث بھی ضروری تھے۔ اسی وجہ سے ان کو زیر بحث لایا گیا۔

۱۲۔ کتاب البیان عن المشکلات:

اس حصہ میں کل دو باب ہیں۔ پہلے باب میں ان الفاظ کو جمع کر دیا ہے جو صوفیہ کی زبان میں مخصوص اصطلاحی معنیٰ رکھتے ہیں۔ مثلاً حال، مقام، مکان، وقت، مشاہدہ، سر، کشف، فنا، بقا، توحید، تجرید وغیرہ اور دوسرے باب میں ان اصطلاحات کی تشریح کی ہے۔

۱۳۔ کتاب تفسیر الشطیحات والکلمات التی ظاہرہا مستشنع وباطنہا صحیح مستقیم:

یہ کتاب کا آخری حصہ ہے جو حصہ ہفتم کی طرح پوری تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ اس میں شطحیات صوفیہ کی توجیہ و توضیح ہے۔ نیز ان غلط فہمیوں کی اصلاح جن میں علمائے ظاہر اور صوفیائے ناقص مبتلا رہتے ہیں۔

مذکورہ کتاب کے خاکہ میں کوئی ترتیب نظر نہیں آتی شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ابو نصر سراج کے سامنے تصوف کی کوئی خاص کتاب کا نقش ذہن میں نہ ہو۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے وقتاً فوقتاً جو تالیف اپنے شاگردوں کو لکھائی ہو وہ تو ٹھیک ہو مگر شاگردوں نے مرتب کرنے میں غلطی کر دی ہو۔

منہج واسلوب

ابو نصر سراج کی تالیف اللمع میں دو طرح کے مصادر ہیں۔ ایک بنیادی مصادر اور دوسرا ثانوی مصادر یا ماخذات ہیں۔ بنیادی مصادر تو وہی چار ہیں جو شریعت اور فقہ کے ماخذ ہیں:

(۱) قرآن (۲) حدیث (۳) اجماع (۴) قیاس

مصنف نے ان میں سے کسی کو بھی نظر انداز نہیں ہونے دیا ہے ہر ضروری مسئلہ کو بیان کیا ہے اور اس پر تفصیل و تحقیق سے گفتگو کی ہے۔ زبان و اندازِ بیان میں بھی خاص سلامت وسادگی ہے۔ یہاں تک کہ جو حضرات عربی زبان میں مبتدی ہیں، وہ بھی مطالب کتاب سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

۱۔ اس کتاب کو دیکھنے سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ ابو نصر سراج کسی بھی باب کو بیان کرنے سے قبل آیات قرآنی اور اس کے بعد احادیث رسول ﷺ ذکر کرتے ہیں۔

۲۔ اس کے بعد اکابر صحابہ کے اقوال کو بیان کرتے ہیں۔

۳۔ صحابہ کرام کے اقوال بیان کرنے کے بعد تابعین کے فرمودات کا ذکر کرتے ہیں۔

۴۔ اپنی رائے دینے سے پہلے اپنے سے قبل صوفیاء کا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں۔

۵۔ قرآن و سنت کو تصوف کا اصل قرار دیا ہے اور ان ہی کی حکمرانی کو تسلیم کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ تصوف دراصل قرآن و سنت اور اتباع رسول ﷺ سے ہی منسوب ہے۔

کتاب اللمع کے ابواب اور اس کے منہج کو ابو نصر سراج نے خود بھی کتاب کے مقدمے میں واضح کیا ہے:

"اما بعد: فانی استخرت الله تعالیٰ و جمعت أبو اباًفی معی ماذهب اليه اهل التصوف ، وتكلم مشايخهم المتقدمون فی علومهم وعمدة أصولهم وأساس مذهبهم وأخبارهم وأشعارهم ومسائلهم وأجوبتهم ومقاماتهم وأحوالهم ، وما انفردو ابهامن الاشارات اللطيفة والعبارات الفصيحة، والألفاظ، المشكلة الصحيحة على أصولهم وحقا نقهم ومواجيدهم وفصولهم، وذكرت من كل فصل طرفاً، ومن كل أصل طرفاً ونتقا ومن كل باب لمعاً، على حست ما سخ به الحال۔۔۔۔"[۲۰]

"(درود و اسلام) اس کے بعد میں کہتا (ابو نصر سراج) ہوں کہ میں نے اللہ سے استخارہ کر کے کچھ ایسے باب جمع کیے ہیں۔ جن میں بتایا ہے کہ اہل تصوف کا کیا مذہب تھا۔ ان کے قدیم مشائخ نے صوفیہ کے علوم کی تشریح کرتے ہوئے کیا کچھ کہا۔ ان کے بنیادی اصول کیا ہیں ؟۔ ان کے مذہب کی بنیاد کس پر ہے؟۔ نیز ابو نصر سراج نے حالات ، اشعار،

مسائل ، جوابات، مقامات اور احوال کا ذکر کیا ہے اور ان لطیف اشاروں اور فصیح عبارتوں کا ذکر کیا ہے۔ جو انہی کا حصہ ہے۔ اور ان مشکل الفاظ کا ذکر کیا ہے جو ان کے اصول کے مطابق درست ہیں۔ ان کے حقائق، وجد اور فصول کا ذکر کیا ہے۔ ہر فصل سے تھوڑا تھوڑا حصہ لیا ہے اور چیدہ چیدہ باتیں لی ہیں۔ ہر بات سے اشارے لیے ہیں۔ ابو نصر نے واضح کیا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کا طریقہ اختیار کیا ہے جو اس راہ میں نمونہ پیش رو ، صاحب بیان اور حجت (دلیل) مانے جاتے ہیں۔"[۲۱]

اس کے علاوہ مقدمے میں اللہ کے بندوں (ولیوں) کی صفات بھی بیان کی ہیں اور لوگوں کو ہدایت کی طرف گامزن کیا ہے۔ اچھے اور برے سے آگاہ کر کے ،اس کے علاوہ ابو نصر نے طوالت سے بچنے کی غرض سے اسناد کو بھی حذف کیا ہیں۔[۲۲] اختصار کی غرض سے واقعات، حکایات اور آثار کے صرف متن پر ہی اکتفا ہے۔[۲۳]

ثانوی درجہ کے ماخذات میں وہ صوفیاء کرام کے اقوال اور کتب ہیں۔ جن سے ابو نصر سراج نے خصوصی طور پر سماع کیا ہے یا اقوال نقل کیے ہیں۔ ابو نصر سراج نے مختلف جگہوں سے سماع کا شرف حاصل کیا ہے۔

کتاب اللمع میں حضرت ابو نصر سراج نے ایک مقدمہ ذکر کیا ہے۔ مقدمہ میں علم تصوف کی ضرورت و اہمیت کے ساتھ ساتھ کتاب کا سبب تالیف ذکر کیا ہے ابو نصر سراج طوس کا اللمع کتاب میں منہج کچھ یوں ہیں کہ ابو نصر طوسی سب سے پہلے باب کا عنوان ذکر کرتے ہیں جیسے ملاحظہ ہو:

''باب الرد علیٰ من زعم ان الصوفیة قوم جهلة ولیس لعلم التصوف دلالة من الکتاب والاثر۔''(۲۴)

یہ باب ان کے رد میں ہے جن کے خیال میں کہ صوفیاء ایک جاہل قوم ہے اور ان کے پاس قرآن و سنت سے اس علم کے متعلق کوئی ثبوت نہیں ہے۔

عنوان ذکر کرنے کے بعد ابو نصر سراج اللمع میں عنوان کے مطابق تمہید ذکر کرتے ہیں جیسے فرماتے ہیں:

''لا خلاف بين الأئمة فى ان الله تبارک وتعالىٰ ذكر فى كتابه الصادقين والصادقات، والقانتين والقانتات، والخاشعين والموقنين والمخلصين والشاہدين والا برار والمقربين''[۲۵]

(اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نیک لوگوں کے مختلف نام ذکر کیے ہیں جیسے صدرقین، صادقات، قانتین، قانتات، خاشعین، موقنین، مخلصین اور شاہدین، ابرار اور مقربین وغیرہ۔)

درج بالا عبارت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ابو نصر سراج نے اپنی تمہیدی گفتگو میں قرآن مجید ہی کو بنیادی اہمیت دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پھر مزید قرآنی آیات تمہیدی گفتگو اور عنوان کے مطابق ذکر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''وقد ذكر الله تعالىٰ شاہدين فقال اذ القى السمع وهو شهيد''[۲۶]

(اللہ تعالیٰ نے شاہدین کا ذکر یوں کیا ہے فرمایا۔ جب کان میں بات پہنچتی ہے تو وہ اس پر گواہ ہوتا ہے۔)

ابو نصر سراج قرآنی آیات کے بعد احادیث سے دلائل دیتے ہیں جیسے مذکورہ عنوان کے ماحت چند ایک احادیث ذکر کرتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امت کا ایک خاص گروہ ہوتا ہے جو امت کے دیگر افراد سے امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ حدیث ذکر کرتے ہیں:

''قال النبی ﷺ ان من امتی مكلمين ومحدثين وان عمر منهم ''[۲۷]

نبی پاک نے فرمایا کہ میرے امت میں سے کچھ لوگ مکلم اور محدث ہوں گے اور حضرت عمر بھی انہیں میں سے ہیں۔

حضرت ابو نصر سراج نے مذکورہ عنوان پر کئی احادیث ذکر کرنے کے بعد آپ نے عقلی دلیل سے بھی اپنے نقطہ نظر کو ثابت کیا ہے لکھتے ہیں:

''وكارايناا ان اسم الايمان قد شمل جميع المومنين وافردهو الاء باسمائ مختصة من ذلک دل ذلک على تخصيصهم من عامة المومنين الذين شملهم اسم الايمان۔''[۲۸]

(جب ہم نے غور وخوض کیا تو معلوم ہوا کہ ایمان کا اسم تمام مومنین کو شامل ہے مگر یہ لوگ اپنے خاص نام کی وجہ سے دیگر سے ممتاز ہیں لل اور یہ بات

بھی عیاں ہیں کہ یہ خاص لوگ عام مومنین کی جماعت میں داخل ہیں۔ جن پر ایمان کا اطلاق ہوتا ہے۔)

آیات سے استدلال

ابو نصر سراج طوسی اکثر مقامات پر قرآنی آیات کو کثرت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور قرآنی آیات سے استدلال بھی کرتے ہیں اور دیگر مذاہب کے رد میں بھی قرآنی آیات پیش کرتے ہیں جیسے علم ظاہر اور علم باطن کی تعریف ذکر کرتے ہیں:

"علم الباطن اردنا بذلک علم اعمال الباطن التی ھی علی الجارحۃ الباطنۃ وھی القلب کی انا اذا قلنا علم الظاہر اشرنا الیٰ علم الاعمال الظاہرۃ التی ھی علی الجورح الظاہرۃ وھی الاعضاء۔"(۲۹)

(علم باطن سے مراد وہ علم ہے جو باطنی طریقہ سے حاصل ہو جیسے دل کے ذریعے سے علم کا حاصل ہونا اور جب ہم علم ظاہر کا نام لیتے ہیں تو اس سے مراد وہ علم ظاہری جو ظاہری اعضاء کے ذریعے سے حاصل ہو۔)

اب اس علم ظاہر اور علم باطن کو ثابت کرنے کے لیے ابو نصر سراج قرآنی آیت سے استدلال کرتے ہیں:

"و قد قال اللہ تعالیٰ و اسبق علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنۃ۔"(۳۰)

(اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کو برمایا ہے۔)

ابو نصر سراج طوسی قرآنی آیات کو موقع محل کی نسبت اور بقدر ضرورت لاتے ہیں۔

احادیث کا ذکر

ابو نصر سراج نے متعدد مقامات پر احادیث بھی ذکر کی ہیں جیسے المعرفۃ اور صفۃ العارف کے ماتحت حدیث ذکر کرتے ہیں:

"خرج رسول اللہ وبیدہٖ کتابان کتاب بیمنہٖ و کتاب بشمالہٖ فقال ھذا کتاب اھل الجنۃ باسمائھم واسماء آبائھم وھذا کتاب اھل النار باسمائھم واسماء آبائھم"(۳۱)

(نبی پاک تشریف لائے ان کے ہاتھ میں دو کتابیں تھی۔ ایک دائیں ہاتھ میں جبکہ دوسری بائیں ہاتھ میں تھی۔ فرمایا دائیں ہاتھ کی کتاب میں جنتی لوگوں کے نام اور ان کے والدین کے نام ہیں۔ جبکہ بائیں ہاتھ میں کتاب میں دوزخی لوگوں اور ان کے والدین کے نام ہیں۔)

ابو نصر سراج نے احادیث کی اسناد اور فنی ابحاث کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اور صرف تصوف کی مباحث کو ثابت کرنے کی غرض سے ذکر کی ہیں۔

اقوالِ صحابہ کا ذکر

حضرت ابو نصر سراج نے اپنی تالیف متعدد مقامات پر صحابہ کرام کے اقوال کو بطور سند ذکر کیا ہے جیسے معرفت کے معنٰی کی وضاحت میں حضرت ابو بکر صدیق کا قول ملاحظہ ہو:

"سبحان من لم یجعل للخلق طریقاً الیٰ معرفتہ الا با لعجز عن معرفتہ"[۳۲]

(پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت کا مخلوق کے لیے کوئی راستہ نہیں بنایا ہے مگر یہی کہ اس معرفت سے عجز ہے۔)

چند مقامات پر اقوال صحابہ کو لائے ہیں، صحابہ کرام میں سے بھی خلفائے راشدین کے اقوال کو کثرت سے ذکر کرتے ہیں۔

صوفیاء کرام کے اقوال اور حکایات کا ذکر

حضرت ابو نصر سراج طوسی چونکہ تصوف کی کتاب لکھ رہے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے کثرت کے ساتھ صوفیاء کرام کے اقوال آراء اور حکایات ذکر کی ہیں جیسے تصوف کی ماہیت اور صفت کے ماتحت صوفیاء کرام کے اقوال ملاحظہ ہوں:

وسئل ابو محمد الجریری عن التصوف فقال الدخول فی کل خلق سنی والخروج من کل خلق دنی۔

ابو محمد جریری سے تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا ہر نیک مخلوق میں داخل ہونا اور برے لوگوں سے دور نکل جانا۔

وسئل عمرو بن عثمان المکی عن التصوف فقال ان یکون العبد فی کل وقت بما ھو اولیٰ فی الوقت۔ (۳۳)

عمرو بن عثمان مکی سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ بندہ ہر وقت میں اپنے رب کا عند بن کر رہے کیونکہ وقت بھی اس سے اولیٰ ہے۔

اشعار سے استدلال

چند مقامات پر ابو نصر سراج نے اپنی کتاب میں اشعار بھی ذکر کیے ہیں ان میں سے اکثر اشعار صوفیاء کرام کے ہیں۔ جیسے ایک صوفی علی بن عبد الرحیم القناد کے اشعار تصوف کے متعلق نقل کرتے ہیں:

اھل التصوف قد مضوا صار التصوف مخرقة
صار التصوف صیعة واتواجداً ومطبقة
مفت العلوم فلا علوم ولا قلوب مشرقة
کذبتک نفسک لیس ذاسنن الطریق التخلقة
حتی یکون بعین من عند العیون المحدقة
تحمری علیک صروفه و ھموم سرک مطرفة(۳۴)

صرف چند مقامات پر اشعار ذکر کئے ہیں۔

استفہامی اسلوب و انداز بیان

بعض مقامات پر حضرت ابو نصر سراج نے استفہامی انداز اختیار کیا۔ جس میں نامعلوم مسائل کی طرف سے سوال ذکر کرتے ہیں اور بعد میں اس سوال کا جواب دیتے ہیں جیسے ملاحظہ ہو:

"ان سال مسائل فقال لم نسمع بذکر الصوفیة فی اصحاب رسول اللہ ﷺ نیمن کا بعد ھم ولا نعرف الا العباد والزھاد والسیاحین والفقراء وماقیل لاحد من اصحاب رسول اللہ صوفی فنقول وباللہ التوفیق"(۳۵)

(اگر کوئی سائل سوال کرے ہم نے اصحاب رسول سے صوفیاء کا ذکر نہیں سنا اور نہ ان کے مابعد لوگوں سے اور نہ ہی ہم عباد، زہاد اور سیاحین اور فقراء کو

نہیں جانتے ہیں اور صحابہ کرام میں سے کسی کا نام صوفی نہیں تھا۔ پس ہم اللہ کی توفیق سے اس سوال کا جواب دیتے ہیں۔)

استفہامی اسلوب بھی اس وجہ سے کتاب میں لایا گیا ہے۔ کیونکہ صوفیائے کرام کی بارگاہ میں اکثر اوقات مریدین سوالات کرتے تھے۔ اس وجہ سے کتاب میں استفہامی اسلوبی خود بخود بن گیا ہے۔

نتائجِ تحقیق

☆ مسلمانوں کے ہاں مروجہ علوم وفنون میں سے تصوف کا علم ہر دور میں منفرد اہمیت کا حامل رہا ہے۔ کیونکہ ہر دور میں تصوف کے ناقدین اور معترضین رہے ہیں۔

☆ ابو نصر سراج طوسی نے اللمع کتاب کو اہلِ متصوف کے اعتراضات کے رد اور ان کے ذہنی اشکال کو دور کرنے کی خاطر لکھی ہے۔

☆ کتاب اللمع از طوسی کو علم تصوف میں بنیادی ماخذ کا درجہ حاصل ہے۔ کیونکہ مابعد صوفیاء کرام جیسے امام قشیری اور حضرت علی ہجویری نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔

☆ کتاب اللمع کی زبان بہت ہی آسان ہے۔ جبکہ انداز بیان واسلوب دلکش ہے۔

☆ کتاب اللمع کے بنیادی ماخذ قرآن وحدیث میں جبکہ دیگر ماخذات میں تصوف کی کتب اور صوفیاء کرام کے اقوال شامل ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ طوسی، ابی نصر عبداللہ بن علی السراج، کتاب اللمع (ترتیب وتصحیح) کامل مصطفیٰ، بیروت: دارالکتب العلمیہ، الطبعۃ الثالثۃ، ۲۰۱۶، ص، ۳

۲۔ طوسی، کتاب اللمع، ص ۳

3 - Al-Tausi Abu Nasr. Kitab al-Luma Fil-Tasawwuf *(First editer) Nicholosn, Reynold Alleyne, London:Luzac, 1914, P-1v-v

۴۔ جامی، عبدالرحمن، حیات صوفیہ تلخیص نفحات الانس، تلخیص وترجمہ، محمد ادریس انصادی، س،ن، ص:۴۱۰

۵۔ جامی، نفحات الانس، ص: ۲۶۳

۶۔ عطار، فرید الدین، تذکرہ اولیاء، شاکر پبلیکیشنز، ۲۰۱۴ء، ص: ۳۵۹

۷۔ طوسی ابو نصر سراج، کتاب اللمع فی التصوف، مترجم، پیر محمد حسن، اسلام آباد: ادادہ تحقیقارت اسلامی طبع اول، ۱۹۸۶ء، ص: ۵

۸۔ جامی، نفحات الانس، ص: ۲۶۴

۹۔ طوسی، (مترجم) پیر محمد حسن، کتاب اللمع، اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی ۱۹۸۶ء، ص: ۵

10 ۔ The Kirtab Al-Lama First editer, Nichloson,london,1914.p5

۱۱۔ جامی، نفحات الانس، ص: ۲۶۳

۱۲۔ جامی، نفحات الانس، ص: ۲۶۳

۱۳۔ عطار، فرید الدین، تذکرہ اولیاء، ص: ۳۵۹

۱۴۔ طوسی، ابو نصر سراج، اللمع، مصر: دار الکتب الحدیثۃ، ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء، ص: ۲۱

۱۵۔ ایضا، ص: ۴۱۲

۱۶۔ چشتی، شاہ محمد، (مترجم)، کتاب اللمع، لاہور، ادارہ پیغام القرآن، ص: ۲۱

۱۷۔ ایضاص: ۲۱

۱۸۔ ایضا، ص: ۱۹

19 - Kitab Al-Luma. First editer Nicholson, Londan: 1914. P-V

۲۰۔ طوسی، (ترتیب و تصحیح) کامل مصطفی الہندی، کتاب اللمع، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۱۶ء، ص ۷۔۸

۲۱۔ طوسی، (مترجم) پیر محمد حسن، کتاب اللمع، ص ۱۴

۲۲۔ طوسی، (مترجم) پیر محمد حسن، کتاب اللمع، ص ۱۳

۲۳۔ طوسی، (مترجم) پیر محمد حسن، کتاب اللمع،، ص: ۱۲، ۱۱

۲۴۔ طوسی، اللمع، ص: ۳۸

۲۵۔ ایضا، ص: ۳۴

۲۶۔ ایضاص: ۳۴

۲۷۔ ایضاص: ۳۸

۲۸۔ ایضا، ص: ۳۵

[۲۹]۔ ایضا، ص:۳۴

[۳۰]۔ لقمان:۲۰

[۳۱]۔ طوسی، کتاب اللمع، ص:۶۰

[۳۲]۔ ایضا، ص:۵۷

[۳۳]۔ ایضا، ص:۴۵

[۳۴]۔ ایضاع، ص:۴۷

[۳۵]۔ ایضا، ص:۴۲